فکر و نظر.......... اسلام آباد جلد: ۴۸ شمارہ: ۱

شرکت و مضاربت کے چند ملکی قوانین اور سودی معیشت کا فروغ

ڈاکٹر شہزاد اقبال شام☆

ABSTRACT

The decision of the Supreme Court of Pakistan regarding *Riba,* to some extent, shook the economic circles of the country, as a result of which, it is a stark necessity of the time to identify the root causes of the issue of *Riba* instead of identifying the wild weeds. The article is a glow of this claim in which the author pointed out that besides others, the absence of codified law on famous Islamic modes of financing, like *Mudarabah,* promoted the interest based economy as the people do not find out ways to invest their money and, therefore, they have to deposit it into the banks. This not only promotes the interest based economy but, causes the enhancement of rate of unemployment. The author pointed out the frailty of existing legislation as it encompasses the partnership only and leaves the technicalities of the *Modarabah* business on the parties which needs expensive legal consultancy whereas businesses at small scale can not afford it. The author proposed that setting aside the Partnership Act 1932 and Modarabah Companies and *Modarabah* (Flotation and Control) Ordinance 1980, there is a dire need of the time to promulgate new legislation on the basis of principles of *Modarabah,* so that the people may, themselves, take part into the businesses of small scales which، eventually، will reduce the dependency on *Riba* based banking sector.

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تمہید

انسانوں کے مابین قانونی تعلق کے لیے فقہ اسلامی میں لفظ عقد وضع کیا گیا ہے۔ عہد حاضر میں جدید سائنسی ایجادات کے باعث عقد یا معاہدے کی اتنی انواع معرض وجود میں آ چکی ہیں کہ ان پر اصول فقہ کے تناضر میں نت نئے مباحث کے در وا کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جس میں ان نئی پیش آمدہ کیفیات پر کسی صاحب علم کی طرف سے حتمی رائے کا اظہار بہت قبل از وقت ہو گا۔ حتمی رائے اہل علم کی طویل بحث وتمحیص اور کسر و انکسار کے نتیجے میں سامنے آیا کرتی ہے جسے قبول عام ملتا ہے۔ تاہم عقد کی جدید شکلوں سے قطع نظر، عقد کی معروف شکلوں میں بھی یا تو مرورِ زمانہ کے باعث نت نئی جدتیں پیدا ہو چکی ہیں یا قانونی زبان میں ان کا موجودہ انداز بیان توجہ کا تقاضا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر فقہ اسلامی کی کون سی اہم کتاب ہے جو شرکت اور مضاربت کے تذکرے سے خالی ہے۔ فقہاء ان عناوین پر اپنے عہد کی حد تک خوب انصاف کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان کوششوں کے نتیجے میں ماضی کے مسلمان اپنے کاروبار اور تجارتی امور شریعت اسلامی کے مطابق چلاتے رہے۔ انہی فقہی کوششوں کے نتیجے میں ریاستی ادارے وجود میں آتے رہے اور یوں تہذیب انسانی میں نمو اور ارتقاء اپنی فطری شکل میں پنپتا رہا۔

سیاسی اقتدار اعلیٰ کھو دینے پر مسلمانوں کے سیاسی ادارے معدوم ہوئے تو استعماری حاکموں نے ریاستی امور اپنے انداز پر چلانے کی کوششیں کیں۔ انہوں نے اپنے فکر و فلسفہ کے مطابق ادارے وضع کیے جن کی نوک پلک انہوں نے اپنے انداز میں سنوارنے کی کوششیں کیں۔ اس مشق کا اثر دیگر امور کے ساتھ قانون سازی پر بھی پڑا۔ برصغیر میں انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا سیاسی اقتدار اعلیٰ مستحکم کرتے ہی یہاں کے قوانین اپنی فکر کے مطابق وضع کرنے کی کوششیں کیں۔ ان کی آمد سے قبل قضاۃ عدالتی امور کے ایک بہت بڑے حصے میں کسی وضعی قانون (Statutory law) کے پابند نہ تھے بلکہ قرآن و سنت، آثار، اصول فقہ اور فقہی ذخیرے کا خلاصہ مقدمہ زیر بحث پر لاگو کر کے قاضی اپنے قول فیصل کا اعلان کر دیتا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہوتے ہی کمپنی کا اقتدار اعلیٰ، تاج برطانیہ کو منتقل ہو گیا جس کے نتیجے میں اب پورے ہندوستان میں وضعی قانون کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ اگلے نوے سال کی مدت میں متحدہ ہندوستان میں سینکڑوں سے بھی متجاوز ہزاروں وضعی قوانین جاری ہوئے جن کی غالب تعداد اب بھی پاکستان میں اپنی اصل یا محرف شکل میں رائج ہے۔ وقت کی یہ ایک بدیہی ضرورت ہے کہ ان قوانین کا محاکمہ کر کے ان کی حیثیت متعلق بہ اسلام کا اندازہ کیا

جائے۔ زیرِنظر کوشش اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

سودی معیشت کے فروغ کا ایک بڑا سبب

۱۹۹۰ء میں وفاقی شرعی عدالت میں کئی لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں ۲۰ مالیاتی قوانین کی شرعی حیثیت کو چیلنج کیا۔ ان میں سے بیشتر لوگ ان قوانین کے وہ متاثرین تھے جنھیں بینکوں سے معاملہ کرتے وقت سود ادا کرنا پڑ رہا تھا۔ وفاقی شرعی عدالت سے لوگوں نے داد رسی طلب کی تھی ۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ عدالتی اختیار قوانین کی شرعی حیثیت کی جانچ پرکھ تک محدود ہے۔ وہ سائلوں کو کچھ دینے سے قاصر ہے۔ تاہم عدالت نے ان ۲۰ قوانین یا ان کے حصوں کو خلاف اسلام قرار دیا(۱)۔ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس نے مالیاتی حلقوں میں سراسیمگی پھیلا دی۔ صدیوں کے جمے جمائے نظام کو مہینوں میں بدلنا ناممکنات میں سے تھا۔ وفاقی حکومت نے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں اپیل کر دی۔ یہ اپیل۱۹۹۹ء میں بنچ کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔

سپریم کورٹ میں ان تمام قوانین پر طویل نشستوں میں سماعت ہوئی اور بالآخر عدالت نے قرار دیا کہ ’’قرض کے اصل زر پر چھوٹا یا بڑا کوئی بھی اضافہ ’’ربا‘‘ ہے، چاہے وہ خرچ کے لیے لیا جائے یا کسی پیداواری کام کے لیے، قرآن اسے حرام قرار دیتا ہے‘‘(۲)۔ اس تفصیلی اور تاریخی فیصلے میں سپریم کورٹ نے ۲۰ قوانین یا ان کے حصوں کو خلاف اسلام قرار دے کر وفاقی حکومت اور متعلقہ صوبائی حکومتوں کو ان میں مناسب ترمیم کا حکم دیا۔ یہ قوانین درج ذیل ہیں:

۱۔ The Interest Act, 1839

۲۔ The Government Saving Banks Act, 1873

۳۔ The Negotiable Insruments Act, 1881

۴۔ The Land Acquisition Act, 1894

۵۔ The Code of Civil Procedure, 1908

۶۔ The Cooperative Societies Act, 1925

۷۔ The Cooperative Societies Rules, 1927

۸۔ The Insurance Act, 1938

۹۔ The State Bank of Pakistan Act, 1956

۱۰۔ The West Pakistan Money-Lenders' Ordinance 1960

۱۱۔ The West Pakistan Money-lenders, Rules 1965

۱۲۔ The Punjab Money-Lenders, Ordinance, 1960

۱۳۔ The Sindh Money-Lenders, Ordinance, 1960

۱۴۔ The N.W.F.P Money-Lenders' Ordinance,1960

۱۵۔ The Balochistan Money-Lenders' Ordinance,1960

۱۶۔ The Agricultural Development Bank of Pakistan Rules 1961

۱۷ The Banking Companies Ordinane, 1962

۱۸۔ The Banking Companies Rules, 1963

۱۹۔ The Banks (Nationalization) (Payment of Compensation) Rules, 1974

۲۰۔ The Banking Companies (Reovery of Loans) Ordinance, 1979

ان قوانین پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ یا تو سودی کاروبار سے متعلق ہیں یا ان میں سودی کاروبار کی ترتیب و تنظیم کے اصول وضع ہوتے ہیں۔ یہ اندازہ کرنا بھی دشوار نہیں ہے کہ ان کی مدد سے لوگ اپنے دین و ایمان کے خلاف سودی کاروبار میں شریک ہونے پر مجبور ہیں۔ اس مقالے میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر نقد و جرح کا موقع نہیں بلکہ اس کا مقصد اہل علم کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا ہے کہ دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ اس سودی معیشت کو فروغ ملنے کی ایک بڑی وجہ اس کے متوازی اسلامی معیشت کا عدم وجود ہے۔ دور غلامی میں وضع کردہ قوانین اور ان کے تسلسل میں آزادی کے بعد جاری کردہ قوانین اس نہج پر ہیں کہ ان کی مدد سے سودی معیشت ہی پھلے پھولے۔ رہی اسلامی معیشت تو اس کے فروغ کے لیے ریاستی سطح پر کوششیں طویل عرصے تک بمنزلہ صفر ہی رہیں۔ سودی معیشت نے اپنی سہولت کے لیے بنک وضع کر کے اسے اقتصادی منڈی میں فیل بے زنجیر کی مانند چھوڑ دیا۔ لوگ اپنے طور پر کاروبار کرنے کی بجائے یوں تن آسان ہوئے کہ ان کے اپنے سرمایے کی سرمایہ کاری سے بنک مال دار ہوتے چلے گئے۔ بینک قرضوں پر شرح سود میں دن بدن اضافہ کرتے چلے گئے جس سے صنعتوں اور کاروبار میں ترقی معکوس دیکھنے میں آئی۔ بے روز گاری کی شرح لرزا دینے کی حد تک بڑھتی چلی گئی۔ وجہ؟ منجملہ دیگر اسباب کے ایک وجہ ملک میں مضاربت کا کاروبار نہ ہونا ہے جس کا سبب مضاربت پر قانون سازی میں خلا

ہے۔ موجودہ قوانین ، مضاربت کو فروغ دینے کی سہولت نہیں دیتے۔ مختصراً یہ کہ ملک میں چند ایسے قوانین رائج ہیں جن کے باعث مضاربت کو فروغ نہیں مل رہا۔ اس کی بڑی وجہ اس وقت کے مقنن کی اپنی ترجیحات رہی ہیں جس کے سبب شرکت و مضاربت میں فرق روا نہیں رکھا گیا۔

شراکت کی موجودہ تعریف کا محاکمہ

ان قوانین میں سے ایک اہم قانون بعنوان اردو ''قانون شراکت مجریہ ۱۹۳۲ء'' (Partnership Act 1932) ہے جس کے بعض حصوں اور چند دیگر قوانین کا جائزہ اس مضمون میں پیش نظر ہے جس کا مقصد اہل علم کی توجہ ان میں موجود سقم کی طرف مبذول کرانا ہے۔ زیرنظر قانون میں انگریزی لفظ پارٹنرشپ(Partnership) یعنی شراکت کی تعریف یوں ملتی ہے:

Partnership is the relation between the persons who have agreed to share the profit of a business carried on by all or any of them acting for all.(3)

ترجمہ: شراکت کسی ایسے کاروبار کے نفع میں شریک ہونے پر متفق ان افراد کے مابین تعلق ہوا کرتی ہے جو ان سب کے ذریعے یا ان میں سے کسی ایسے کے ذریعے چلایا جائے جو سب کے لیے کام کرے۔

ذرا غور سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ بنیادی طور پر یہ تعریف چار عناصر کا مجموعہ ہے جو شراکت کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ چار عناصر، افراد کے مابین معاہدہ یا عقد (Who have agreed)، نفع(Profit)، کاروبار(Business) اور وکالت (Agency) یعنی (Acting for all) ہیں۔ اجمال کی حد تک یہ تعریف قبول کرنے میں فقہ اسلامی کو تامل نہیں ہے لیکن شراکت کی نسبت سے فقہ اسلامی کی اپنی عمارت کی ساخت میں اجمال کی بجائے تفصیل صدیوں سے موجود ہے اور تفصیل ارتقاء ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا اپنی موجودہ حالت میں ملکی قانون کے اندر موجود یہ تعریف فقہ اسلامی کی مقتضیات سے خاصی دور ہے۔ وضعی قانون کی یہ تعریف اس شراکت کی تعریف حد تک کامل ہو سکتی ہے جسے انگریزی میں پارٹنرشپ سے موسوم کیا گیا ہے جس میں شرکاء سرمایے یا صلاحیتوں کے اشتراک سے کاروبار کرتے ہیں۔ رہا مضاربت سے متعلق مبحث تو وہ اس قانون کا الگ سے موضع نہیں ہے۔ مضاربت سے متعلق جملہ امور اسی تعریف کی ذیل میں آ جاتے ہیں۔ اس اجمال کی ایک بڑی وجہ تو وہ واضح سی لادینیت ہے جو غیرمسلم اہل فکر کی شناخت بن چکی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ قانون

سازی کے وقت مقنن اپنی تربیت، افتادِ طبع اور میلانات سے کام لیتا ہے نہ کہ محکوم آبادی کی فکر اس کے پیش نظر ہوتی ہے۔

اس وضعی انگریزی قانون سازی میں بادی النظر(Prima facie) میں منفی عناصر نہیں ہیں بلکہ اس وقت کے قانون سازوں نے فطری انداز میں اپنی رعایا کے لیے جو قوانین بنائے، وہ آج عشروں بعد بھی بظاہر کسی بڑی دِقت کے بغیر بحسن و خوبی چل رہے ہیں۔ لیکن اس طرح کے ایسے درجنوں قوانین ماضی میں سامنے آ چکے ہیں جو بظاہر بڑی حسن و خوبی سے چل رہے تھے لیکن بغور جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ ان میں شریعت محمدیؐ کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ غذاؤں کی مختلف النوع شکلیں لوگ بلا سوچے سمجھے استعمال کرتے رہتے ہیں اور ان میں بظاہر کوئی مضر صحت علامت نظر نہیں آتی لیکن لیبارٹری رپورٹ آتے ہی عقدہ وا ہوتا ہے کہ اس غذا کے مضمرات شاید بہت بعد میں کسی بیماری کی صورت میں سامنے آئیں۔ استعماری قوانین بھی بظاہر بڑی حسن و خوبی سے ملک میں رائج ہیں لیکن کیا یہ ہماری اجتماعی ضروریات کو مقتضیات اسلام کے مطابق پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کا کس قدر امکان ہے کہ عشروں بعد پورے مسلمان پاکستانی معاشرے کو یہ قوانین اس کے اپنے محور سے ہٹانے میں مد و معاون ثابت نہیں ہوں گے۔

یہ وہ سوال ہے جو اصحاب فکر کو سوچنے کے بعد نتائج فکر سامنے لانے پر مجبور کرتا ہے۔ سماجی بہبود کا قانون(Social Security Ordinance 1965) طویل عرصے سے ہماری عدالتی زندگی کا اہم عنوان رہا ہے۔ اس قانون کے تحت مختلف ناروا حالات میں صنعتی کارکن کو بعض مالی، طبی اور دیگر مراعات (Benefits) ملتی ہیں۔ یہ قانون عشروں تک ہماری زندگی میں بظاہر حسن و خوبی سے رائج رہا۔ لیکن کسی صاحب فکر کے ذرا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ خاتون صنعتی کارکن کو شوہر کی موت پر دوران عدت میں اسے کچھ نہیں ملتا۔اس قانون پر وفاقی شرعی عدالت میں سوال اٹھایا گیا تو عدالتی مراحل سے گزر کر قرار پایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق خاتون صنعتی کارکن کو اس کی عدت کے دوران میں سہولت بہم پہنچائی جانا چاہیے۔ اس کے نتیجے میں سوشل سیکیورٹی آرڈیننس ۱۹۶۵ء کے متعلقہ حصے کو تبدیل کر کے اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق بنا دیا گیا ہے(۴)۔

اس مثال سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق بنانا نہ تو کسی ایک فرد کے بس میں ہے اور نہ یہ کام آن واحد میں ممکن ہے۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی اسلام اور اسلامی قوانین کے بارے میں وہ شعور اور آگہی ہے جو آگے چل کر عملی شکل اختیار کرتی ہے۔ زیرنظر

مثال میں عدت کا معاملہ ۱۹۶۵ء میں سماجی بہبود کے اس قانون میں کیوں شامل نہ ہو سکا؟ کیا اس کی وجہ اسلام سے عناد تھا؟ یقیناً ایسے نہیں تھا۔ ۱۹۶۵ء میں ملکی معاشرت پر نظر ڈالیں تو بیوہ عورت کا سوگ منانا تو نظر آتا ہے، شرعی احکام کی مطابقت میں عدت کا اہتمام عوامی سطح پر موجود نہیں تھا اور نہ اس کی آگہی اس درجے پر تھی جس درجے پر آج ہے۔ یہی حال دیگر ایسے بہت سے قوانین کا ہے جن کا تعلق معاشرت اور معاملات سے ہوا کرتا ہے۔ اہل علم اس بات سے اتفاق کریں گے کہ امور زیست میں سے کسی ایک نکتے پر غور کر کے نتائج سامنے لانے کی کوشش آگے چل کر اولاً شعور کی بیداری میں معاون ہوتی ہے جس کا ثمرہ صورت حال کی تبدیلی کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جس کا سہارا لے کر شراکت کے موجودہ قانون کا جائزہ فقہ اسلامی کے حوالے سے لیا جانا پیش نظر ہے۔ تاہم یہ واضح کر دینا مناسب ہے کہ اس مضمون میں شراکت کے اس حصے سے متعلق قوانین کو بحث کا مدار بنایا گیا جس میں شرکاء کاروبار کی ذمہ داری لامحدود (Unlimited) ہوا کرتی ہے، رہا محدود (Limited) ذمہ داری والا کاروبار تو اس کے مختلف گوشوں پر اہل علم بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور الگ سے مزید لکھنے کی ضرورت اب بھی موجود ہے۔ لیکن زیر نظر مقالے کا موضوع کمپنیوں کا کاروبار نہیں ہے۔

فقہ اسلامی میں شراکت اور اس کی اقسام

قانون شراکت میں مندرج مذکورہ بالا تعریف کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تعریف میں نہ تو شرکت اور مضاربت میں فرق روا رکھا گیا ہے اور نہ شرکت کی معروف فقہی اقسام...... شرکت عنان، شرکت مفاوضہ، شرکت وجوہ اور شرکت صنائع...... کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پس آگے بڑھنے سے قبل مفید ہو گا کہ بات واضح کرنے کے لیے فقہ اسلامی میں سے شراکت کی کم از کم ایک تعریف کا تذکرہ کیا جائے۔ احناف کے نزدیک شرکت کی تعریف یوں ہے:

عبارة عن عقد بین المتشارکین فی رأس المال والربح(۵)

ترجمہ: شرکت عبارت ہے اس معاہدے سے جو شرکاء کے مابین راس المال اور نفع کے متعلق طے پاتا ہے۔

کاروباری شراکت کو فقہاء نے دو بنیادی قسموں میں تقسیم کیا ہے: شرکت اور مضاربت(۶)۔ شرکت کی مزید چار قسمیں ہیں جن کا مختصر تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ شرکت کی پہلی قسم کو شرکت مفاوضہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی شناخت یہ ہے کہ اس میں کاروباری اعتبار سے مکمل مساوات کا تصور ملتا ہے۔

شراکت میں شریک تمام افراد برابر کا سرمایہ فراہم کرتے ہیں، تمام شرکاء کی ذمہ داری (Liability) برابر ہوتی ہے، سب شرکاء کے وظائف کار میں بھی مساوات لازم ہے، اہلیت (Capacity) کے اعتبار سے بھی سب شرکاء میں مساوات ضروری ہے۔ گویا نابالغ اور بالغ کی شراکت اس قسم میں ممکن نہیں ہے۔ اس میں عورتوں اور مردوں کی شراکت' اہلیت یکساں نہ ہونے باعث ممکن نہیں ہے۔اسی طرح تمام شرکاء اپنے تصرفات کے اعتبار سے بھی برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ لازم ہے کہ تمام شرکاء کا دین بھی ایک ہی ہو۔ مساوات کی اس قسم میں مسلم اور غیرمسلم کی شراکت جائز نہیں۔ اس کی وجہ مسلم غیرمسلم کی نظری یا دینی تفریق نہیں بلکہ اس کے عقلی اسباب ہیں۔مثلاً شراکتی کاروبار کی اس قسم میں تمام شرکاء یکساں مذہب کے حامل نہ ہوں تو کاروباری اوقات میں مسلمان شریک نمازوں اور ماہ رمضان کے مختلف اوقات میں وقفے کر سکتا ہے جو غیرمسلم حصہ دار کو کاروباری نقطۂ نظر سے ناپسند ہوسکتے ہیں۔ اس کااثر کاروباری تعلقات پر پڑ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے شرکت کی اس قسم میں مطلق مساوات لازم قرار دی ہے۔ ہدایہ میں آتا ہے:

شركة المفاوضة فهى ان يشترك الرجلان فيتساويا فى مالهما و تصرفهما و دينهما لانها شركة عامة فى جميع التجارات يفوض كل واحد منهما امر الشركة الى صاحبه على الاطلاق(۷)

ترجمہ: شرکت مفاوضہ سے مراد یہ ہے کہ دو (یا دو سے زیادہ) افراد اس طرح حصہ دار ہوں کہ ان کو اپنے مال میں تصرف کا مساوی اختیار ہو اور دونوں کا دین ایک ہو کیونکہ تمام تجارتی امور میں یہ عمومی شرکت ہوا کرتی ہے جس میں ہرشخص اپنے تجارتی امور دوسرے کو تفویض کرتا ہے۔

شرکت مفاوضہ میں شرکاء کاروبار میں ایک دوسرے کے وکیل (Agent) ہونے کے ساتھ ساتھ کفیل (Guarantor) بھی ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے اور اگلی بحث کا مدار بڑی حد تک اسی پر ہے۔

شرکت کی دوسری قسم کو شرکت عنان کہتے ہیں۔ عنان عربی میں گھوڑے کی باگ کی دونوں لڑیوں کو کہتے ہیں۔ ان دونوں لڑیوں کے مناسب استعمال سے گھوڑے کو مرضی کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ اسی لغوی مناسبت سے شرکت کی جس قسم میں عدم مساوات ہو اور جس کے امور شرکاء کاروبار کی مرضی و منشا سے کم و بیش ہو سکتے ہوں، اسے شرکت عنان کہتے ہیں۔ اس قسم میں نہ سرمایے و محنت میں مساوات ہوتی ہے اور نہ تصرفات اور دین و مذہب میں برابری مطلوب ہوتی ہے۔ شرکت کی اس قسم

میں شرکت مفاوضہ کی طرح ہر حصہ دار دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شرکاء کاروبار جو کام کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے کی طرف سے کرتے ہیں لیکن شرکت مفاوضہ کے برعکس شرکت عنان میں وہ ایک دوسرے کے کفیل نہیں ہوتے۔ کاروباری امور میں شرکاء ایک دوسرے کے اعمال کے ذمہ دار تو ہوتے ہیں لیکن وہ قرض لیں یا کاروبار میں سے کچھ رہن رکھیں تو دوسرے شرکاء بری الذمہ ہوتے ہیں، قرض لینے والے یا رہن رکھنے والے شریک خود ان کے ذمہ دار ہوتے ہیں(۸)۔ یہ نکتہ بھی بہت اہم ہے اور اسی کی بنیاد پر موجودہ قانون کا محاکمہ پیش نظر ہے۔

شرکت کی تیسری قسم شرکت صنائع یا شرکت ابدان کہلاتی ہے۔ اس قسم میں ہنرمند افراد جیسے بڑھئی، نانبائی، لوہار، معمار مل کر شراکت کرتے ہیں۔ اس میں سرمایہ مطلقاً استعمال نہیں ہوتا بلکہ محنت اور ہنر کے اشتراک سے نفع حاصل کر کے طے شدہ شرائط پر تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اس قسم میں محنت وہ اصل ہے جو نفع کا سبب ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس میں بھی یا تو شرکت مفاوضہ کے اصول سامنے رکھے جائیں یا شرکت عنان کے مماثل شرائط طے ہوں کیونکہ جن مشکلات سے گریز کی خاطر سرمایے کے ساتھ مفاوضہ اور عنان کے الگ الگ اصول وضع ہوئے، وہی مشکلات محنت کی صورت میں زیرنظر شرکت میں بھی موجود ہیں۔ پس شرکت کی یہ قسم مفاوضہ کی شکل میں ہو سکتی ہے، یا اسے عنان کے اصول پر لایا جا سکتا ہے۔

فقہاء اسلام کی تقسیم کے مطابق شرکت کی چوتھی قسم شرکت وجوہ کہلاتی ہے۔ یہ قسم جدید زبان میں ساکھ یا نیک نامی (Good will) میں شراکت ہے۔ ساکھ کی بنیاد پر کاروبار ہماری تجارتی زندگی میں عام ہے۔ بعض لوگ اپنی نیک نامی اور اچھی شہرت کے باعث بغیر کچھ ادا کیے تجار سے مال لے کر بیچتے ہیں اور اپنا نفع منہا کر کے مال کی قیمت تاجر کو لوٹا دیتے ہیں۔ یہی کاروباری شکل ایک سے زیادہ افراد مل کر اختیار کریں تو اسے شرکت وجوہ کہتے ہیں۔ شرکت وجوہ ایک اعتبار سے شرکت کی تیسری قسم ہے۔ فی الاصل مذکورہ بالا پہلی دو اقسام سرمایے کی بنیاد پر ہونے کے باعث ایک ہی قسم کہلا سکتی ہیں، اس لیے ان میں مفاوضہ اور عنان کی تقسیم فطری ہے۔ شرکت صنائع میں بھی یہی اصول ہے کہ یا تو یہ شرکت مفاوضہ کے اصول پر کام کرے یا شرکت عنان کی طرح اس میں تصرفات وغیرہ کم و بیش ہوں۔ یہی کیفیت شرکت وجوہ میں بھی ہے۔ اس میں بھی یا تو شرکت مفاوضہ کی طرح تصرفات و اعمال میں مطلقاً مساوات ہو، یا اس کی شرائط شرکت عنان کی طرح کم و بیش کی جا سکتی ہوں۔

شرکات کی یہ تقسیم وہ ہے جو بالعموم فقہی دنیا میں معروف و متداول ہے۔ فقہاء اسے اپنے اپنے میلانات اور ذوق کے مطابق بیان کرتے ہیں، کاسانی نے تو املاک میں شرکت کو بھی اولاً کتاب الشرکہ کی بحث میں ڈالا، پھر تفصیلی بیان کے لیے وہ شرکت عقود کی ذیل میں تمام اقسام لے آئے جس کے تحت ان کے خیال میں شرکات کی تین اقسام ہیں: شرکت اموال، شرکت اعمال (جسے شرکت ابدان، شرکت صنائع اور شرکت تقبل بھی کہا جا سکتا ہے) اور شرکت وجوہ۔ کاسانی کہتے ہیں:

و یدخل فی کل واحد من الانواع الثلاثة العنان والمفاوضة(۹)

ترجمہ: اور ان تینوں اقسام میں سے ہر ایک میں(شرکت) عنان اور (شرکت) مفاوضہ موجود ہیں۔ مضاربت کو کاسانی نے بھی الگ عنوان کے تحت سمیٹا ہے۔

مضاربت فقہ اسلامی میں

شرکات سے ہٹ کر فقہاء نے اسی طرح کے ایک تجارتی معاملے کو مضاربت سے موسوم کیا ہے۔ اس قسم میں ایک فریق سرمایہ یا مال تجارت حصے کے طور پر لاتا ہے اور دوسرا فریق اپنی محنت، ہنر، مہارت اور اخلاص کے آمیزے سے اس مال تجارت یا سرمایے میں نفع کی صورت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ نفع پہلے سے طے شدہ شرائط پر فریقین تقسیم کر لیتے ہیں۔ شرکت اور مضاربت میں بنیادی فرق یہی ہے کہ شرکت میں دونوں طرف سے سرمایہ، ہنر یا ساکھ بنیاد بنتی ہے اور مضاربت میں ایک فریق سرمایہ یا مال تجارت لاتا ہے تو دوسرا ہنر یا محنت کی بنیاد پر کاروبار چلاتا ہے۔ سرمایے یا مال تجارت والا محنت نہیں کرتا اور محنت والا سرمایہ یا مال تجارت نہیں لگاتا۔مضاربت کا اصل الاصول ایک فرق کے اعتبار سے مال تجارت یا سرمایہ ہوتا ہے۔

شرکات کی ان چاروں اقسام کو فقہاء نے ......باستثنائے حنابلہ...... مضاربت سے الگ کیوں رکھا ہے؟ ذرا غور سے یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ ان چاروں اقسام میں شرکاء سرمایے سے کام شروع کریں، ہنر سے کریں یا نیک نامی (Good will) کو استعمال میں لائیں، تمام صورتوں میں فریق ثالث سے معاملہ کرتے وقت سرمایے یا مال تجارت کی نسبت سے تصرفات کا ذکر ضرور آتا ہے جس میں وہ سب کسی نہ کسی نسبت سے شریک ہوتے ہیں لیکن مضاربت کی صورت میں مضارب، رب المال (Investor) کو جوابدہ ہوتا ہے، تیسرے فریق سے اس کا واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ نفع میں تو شریک ہوتا ہے، نقصان کا روادار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے شرکات کی جملہ اقسام کو ایک عنوان کتاب الشرکاۃ اور مضاربت کو کتاب المضاربہ کی ذیل میں رکھا ہے۔

مسئلے کی نوعیت

اس ابتدائی گفتگو سے یہ واضح ہوا کہ شرکات کی دو بنیادی اقسام کو اگلی دو اقسام میں مزید پھیلا کر چھ تک لایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مضاربت کو شرکات میں لایا جائے یا اسے الگ قرار دیا جائے، اس کی مستقل حیثیت سے انکار نہیں۔ کتب فقہ میں ان سب کے بیان اتنے تفصیلی اور جزئی ہیں کہ موجودہ قانون شراکت ان سب کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ مثلاً مذکورہ بالا رائج الوقت قانونی تعریف میں نہ صرف شراکت کی جملہ اقسام کا احاطہ کیا گیا ہے بلکہ مضاربت کوبھی موجودہ شراکت کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔ موجودہ قانونی تعریف سے کہیں بھی شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کی جزئیات معلوم نہیں ہوتیں۔ اپنی موجودہ حالت میں شراکت کا قانون ہر شریک کو دیگر شرکاء کا وکیل قرار دیتا ہے اور اسی شرط وکالت کے ساتھ وہ دیگر شرکاء کا کفیل بھی ہوتا ہے۔ شراکت کا یہ قانون اس حد تک مطلق اور تقیید سے خالی ہے۔ شرکت مفاوضہ کی حد تک تو یہ اطلاق درست ہے، شرکت عنان میں صحیح نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قانون نہ صرف شرکت اور مضاربت میں فرق روا نہیں رکھتا بلکہ اس کے نزدیک اساسی اعتبار سے شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان بھی برابر ہیں کیونکہ قانون ان کی جزئیات خود طے نہیں کرتا، انہیں شرکاء پر چھوڑ دیتا ہے۔

کسی حد تک یہ مشکل قانون شراکت کی اگلی ایک دفعہ سے دور ہو جاتی ہے جس میں شرکاء کے مضمراتی اختیار (Implied authority) کا ذکر ہے۔ اس شق میں یہ گنجائش موجود ہے کہ شرکاء کاروبار ایک دوسرے کے اختیار کی تحدید کریں یا اسے وسعت دے دیں۔ یہ مضمراتی اختیار قانون شراکت کی ایک دفعہ میں ان الفاظ میں ہے:

> The act of a partner which is done to carry on, in the usual way, business of the kind carried on by the firm, binds the firm.(10)
>
> ترجمہ: کسی شریک کاروبار کا فعل جو عام انداز کار پر فرم کا کاروبار چلاتے ہوئے سرانجام دیا جائے، فرم کو پابند کر دیتا ہے۔

اسی دفعہ میں آگے چل کر آتا ہے کہ کسی شریک کاروبار کا یہ مذکورہ مضمراتی اختیار، کسی رواج یا عرف نہ ہونے کی صورت میں، شریک کاروبار کو درج ذیل اختیارات نہیں دیتا:

ا۔ فرم کے کاروبار سے متعلقہ کسی تنازع کو ثالثی کے لیے پیش کرنا

۲۔ فرم کی طرف سے شریک کاروبار کا اپنے نام پر بینک اکاؤنٹ کھولنا
۳۔ فرم کے کسی دعویٰ یا دعویٰ کے حصے سے دستبرداری
۴۔ فرم کی طرف سے دائر کوئی دعویٰ یا مقدمہ واپس لینا
۵۔ فرم کے خلاف کسی دعویٰ یا مقدمہ میں مذکور کسی ذمہ داری کا اقرار
۶۔ فرم کی طرف سے اموال غیر منقولہ کا حصول
۷۔ فرم سے متعلقہ اموال غیر منقولہ کی منتقلی
۸۔ فرم کی طرف سے پارٹنرشپ میں شمولیت

فقہ اسلامی میں شرکت عنان کی ایک جھلک اس قانون کی اس سے اگلی دفعہ میں ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''شرکائے کاروبار باہمی معاہدے کے تحت کسی شریک کے مذکورہ بالا مضمراتی اختیار میں توسیع یا اس کی تحدید کر سکتے ہیں''(۱۱)۔

ان دونوں دفعات کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ قانون شراکت میں بحیثیت مجموعی شرکت عنان کا بیان ہے۔ شرکت مفاوضہ کی کوئی شکل اس میں نہیں ملتی، ماسوائے یہ کہ شرکاء کاروبار کو مضمراتی اختیار میں توسیع و تحدید کا اختیار حاصل ہے اور اس دفعہ کا سہارا لے کر شرکاء مساویانہ شراکت کر سکتے ہیں۔ اس حد تک تو کہا جا سکتا ہے کہ قانون میں شرکت مفاوضہ کی گنجائش تو موجود ہے لیکن اصلاً یہ تمام قانون شرکت عنان کے تصورات میں لپٹا ہوا ہے، شرکاء چاہیں تو اپنی شراکت کو مفاوضہ کی ہیئت پر لا سکتے ہیں، قانون ان کی راہ میں مزاحم نہیں ہے۔

شراکت کی دو بنیادی اقسام مفاوضہ اور عنان کے اصولوں کو شرکت اعمال اور شرکت وجوہ تک وسعت دی جائے تو موجودہ زیربحث قانون میں اس کی گنجائش بھی موجود ہے۔ قانون کے تعریفات والے حصے میں ''کاروبار (Business) میں تجارت (Trade) پیشہ (Occupation) اور مہارت (Profession) تینوں شامل ہیں''(۱۲)۔ اس طرح شراکت کی اپنی تعریف، کاروبار کی تعریف اور شرکاء کے مضمراتی اختیار کے آمیزے سے شراکت کی جملہ اقسام کا احاطہ ہو جاتا ہے۔ لیکن مسئلہ بڑی حد تک تب پیچیدگی کا شکار ہوتا ہے جب اسی قانون میں شراکت اور مضاربت میں فرق روا نہ رکھنے کا تصور ملتا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل جو قانون جیسے چل رہے تھے، ان میں سے بیشتر اسی طرح چل رہے ہیں لیکن علوم اسلامیہ کی مسلسل اشاعت کے باعث ان قوانین پر نقد و جرح کے عمل میں بھی وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ایک طویل مدت تک علمی حلقوں میں لفظ مضاربت مطلقاً اجنبیت کے پردے میں

ملفوف رہا۔ عوامی سطح پر یہ صورت حال بڑی حد تک آج بھی علی حالہ برقرار ہے لیکن اس میں ذرا سا تغیر یوں آیا کہ کم از کم علمی سطح پر مضاربت متعارف ضرور ہو گئی ہے۔ یہ سہرا بڑی حد تک اس موضوع پر اردو میں لکھنے والے اہل علم کے سر ہے۔ پہلے مرحلے میں ان اہل علم کی کوششوں سے مضاربت اور اس طرح کی دیگر مختلف النوع اصطلاحات کے متعلق آگہی کی ابتدا ہوئی۔ یہ واضح ہوا کہ فقہ اسلامی کا اپنا قانونی ڈھانچہ بڑی مضبوط اور منضبط شکل میں موجود ہے۔ شعور میں اس اضافے کو آزاد مملکت پاکستان میں علمی سطح پر متعارف ہونے کا موقع ملا تو اس کے اثرات ریاستی اداروں پر بھی پڑنے لگے۔

مضاربت پر نئی قانون سازی

اس کے باوجود مضاربت کا تصور، مشارکت کے برعکس، عوامی سطح پر اب بھی نہ ہونے کے برابر ہے اور اگر کہیں ہے تو فریقین کو اس کے متعلق شریعت اسلامی کے تفصیلی احکام معلوم نہیں ہوتے۔ دوسری طرف کارپوریٹ سیکٹر میں یہ اصطلاح بہت عام ہے۔ اس کی بڑی وجہ جیسا کہ سطور گزشتہ میں ذکر کیا گیا ہے، اہل علم کی طرف سے اس موضوع پر لٹریچر کی مسلسل فراہمی ہے۔ حتیٰ کہ سیاست، اقتدار اور علمیت میں تطابق پیدا ہونے پر نظری مضاربت کی ایک بہت ابتدائی عملی شکل ۱۹۸۰ء میں سامنے آئی جب اس سلسلے کا ایک نیا قانون جاری ہوا جس کے تحت کمپنیوں کے کاروبار متعلق بہ مضاربت کے اصول وضع ہوئے۔ اس قانون کے تحت مضاربت کی تعریف بایں الفاظ میں ملتی ہے:

> (a) *"modaraba"* means a business in which a person participates with his money and another with his efforts or skill or both his efforts and skill and shall include Unit Trusts and Mutual Funds by whatever name called (13).
>
> ترجمہ: مضاربت سے مراد ایسا کاروبار ہے جس میں ایک فریق اپنی رقم اور دوسرا اپنی کوششوں یا مہارت یا کوششوں اور مہارت دونوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور اس (تعریف) میں یونٹ ٹرسٹ اور میوچل فنڈ شامل ہیں، چاہے جیسے بھی موسوم ہوں۔

اس تعریف کا پہلا حصہ فقہ اسلامی کی روح کے عین مطابق ہے۔ دوسرا حصہ البتہ کاروبار کی مختلف شکلوں کا بیان ہے۔ بادی النظر میں اس تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ دو افراد اسلامی اصولوں کے تحت مضاربت کا کام کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ زیرنظر تعریف میں شخص

(Person) سے مراد قانونی شخص (Legal person) ہے جو قانونی زبان میں افراد کا وہ مجموعہ ہوا کرتا ہے جس کی اپنی انفرادی شناخت ہو جیسے کمپنی، بورڈ، کونسل، ٹرسٹ وغیرہ۔ اس قانون مضاربت میں بھی یہ بات اسی طرح بیان ہے(۱۴)۔ اس طرح یہ واضح ہو گیا کہ جس آزادی سے قانون شراکت کے تحت شراکت کا کاروبار کیا جا سکتا ہے، اسی آزادی کے مماثل مضاربت کرنے والوں کو زیرنظر نئے قانون مضاربت کے تحت کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ اس نئے قانون کے تحت مضاربت کرنے کے لیے درحقیقت ضروری ہے کہ کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے تحت قائم کوئی کمپنی وفاقی حکومت کے مقرر کردہ رجسٹرار کے پاس رجسٹرڈ ہو(۱۵)، تبھی وہ کمپنی یہ کاروبار کر سکتی ہے۔ انفرادی طور پر افراد اگر مضاربت کے اصولوں پر کاروبار کرنا چاہیں تو یہ قانون انہیں کوئی سہولت نہیں دیتا بلکہ ان کے جملہ امور مذکورہ بالا قانون شراکت ۱۹۳۲ء اور قانون معاہدہ کے تحت نمٹائے جاتے ہیں۔

اس کے باوجود یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ مضاربت پر مناسب لٹریچر کی اشاعت کے بعد اوّل اوّل یہ قانون، مضاربت کو عملی رخ پر لانے کے لیے ایک ابتدائی وسیلے کے طور پر مفید ہے۔ سرسری نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں فقہ اسلامی کا نچوڑ عہد حاضر کی زبان میں موجود ہے۔ مضاربہ کمپنیوں پر پابندی ہے کہ وہ احکام اسلام کے منافی کوئی کاروبار نہ کریں۔ اس پابندی پر عمل کا مکینزم بھی قانون میں موجود ہے۔ قانون کا تقاضا ہے کہ رجسٹرار کسی مضاربہ کے اجراء کی اجازت تبھی دے گا جب مذہبی بورڈ(۱۶) نے تحریری تصدیق کی ہو کہ یہ مضاربہ، احکام اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے(۱۷)۔ اس قانون کا محاکمہ زیرنظر موضوع کی مناسبت سے پیش نظر نہیں ہے۔ توقع ہے کہ کوئی صاحب علم اس پر توجہ کریں گے لیکن ایک بات واضح ہے کہ قانونی، کاروباری اور ریاستی سطح پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مضاربت کی ایک علیحدہ کاروباری شناخت موجود ہے جس کے اصول، کاروبار شراکت سے کہیں جلی اور کہیں خفی طور پر جدا ہیں۔ چونکہ جدید کاروباری تنظیم میں کمپنی کا معاملہ انفرادی کاروبار سے مطلقاً جدا ہوتا ہے، اس لیے زیرنظر قانون میں اساسی طور پر وہی امور لائق اعتناء سمجھے گئے ہیں جو کمپنی سے متعلقہ موضوعات ہوا کرتے ہیں، کمپنی سے ہٹ کر انفرادی مضاربہ سے متعلق شریعت اسلامی کی اسکیم ابھی تک کسی قانون کا موضوع نہیں بن سکی ہے۔

موجودہ قانون شراکت، قانون مضاربت اور فقہ اسلامی پر ایک طائرانہ نظر

اس گفتگو کی روشنی میں چند امور منقح ہو چکے ہیں جن کا مختصر تذکرہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ قانون شراکت میں مضاربت کے ان احکام کا کچھ زیادہ تذکرہ نہیں جو فقہ اسلامی کے

موضوع رہے ہیں بلکہ اس حد تک اس قانون میں اجمال ہے۔ دوسری طرف مضاربت کے قانون کا جائزہ لیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ یہ قانون ابھی تک اپنی بالکل ابتدائی شکل میں ہے۔ یہ صرف ان کمپنیوں کے احوال سے متعلق ہے جو مضاربت کے تحت کاروبار کرتی ہوں، اگرچہ کمپنیوں کے کاروبار میں اسلامی اصولوں پر عمل درآمد کرنا یقینی بنایا گیا ہے۔

مضاربت پر جو کاروباری زندگی کا ایک اہم انداز کار ہے، فقہائے اسلام صدیوں سے کام کرتے رہے۔ تاآنکہ اس پر اب معمولی معمولی جزئیات موجود ہیں۔ یہ شراکت سے اسی طرح الگ ہے جیسے شراکت، کمپنی سے الگ نوعیت کا کاروبار ہے۔ کمپنی میں ارکان کی ذمہ داری محدود ہوا کرتی ہے۔ اس اصول کے باعث اسے پارٹنرشپ سے مطلقاً الگ نوعیت کا کاروبار گردانا جاتا ہے۔ یہی اصول پارٹنرشپ (شراکت) اور مضاربت کا موازنہ کرتے وقت بھی دیکھا جا سکتا ہے جس میں شراکت کی صورت میں شرکاء کی ذمہ داری لامحدود ہوا کرتی ہے لیکن مضاربت میں مضارب کی ذمہ داری مطلق نہیں ہوتی جبکہ رب المال لامحدود ذمہ داری کا حامل ہوتا ہے۔ زیرِنظر قانون اس فرق کو روا نہیں رکھتا۔ کمپنیوں کی مضاربت اس فرق کی ابتدائی سی شکل لائق اعتناء ہے لیکن عوامی سطح پر اس کے لیے تفصیلی قانون سازی نہ ہونے کے باعث سودی کاروبار ہر آنے والے دن میں ابلیسی شکنجہ پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔

مضاربت کے تصور پر الگ سے قانون سازی کر کے اس تصور کو عام کیا جائے تو بینکوں کی شکل میں پلنے والے بڑے بڑے عفریت اپنی قوت کار بڑی حد تک کھو بیٹھیں گے۔ ظاہر بات ہے کہ کھاتہ داروں کی ایک بڑی تعداد اپنی رقوم بینکوں میں اس لیے رکھتی ہے کیونکہ انہیں اپنے سرمایے کا کوئی مفید مصرف کاروباری دنیا میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ مضاربت پر قانون سازی نہ ہونے کے سبب عدالتیں موجودہ قانون شراکت ہی کے تحت فیصلے دیتی ہیں جس میں اجمال ہے۔ اس اجمال کی وجہ سے سرمایہ کار کے سرمایے کو تحفظ یوں حاصل نہیں ہوتا کہ شرکاء کاروبار نے قانون میں مذکور مضمراتی اختیار (Implied authority) کی جزئیات خود طے کرنا ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسا پیچیدہ عمل ہے جو بھاری مشاہرے کے عوض رکھے گئے قانون دانوں کا متقاضی ہے جس کا متحمل چھوٹا سرمایہ کار نہیں ہو سکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بینکوں کا سودی کاروبار دن بدن فروغ پا رہا ہے۔ اس کاروبار کا ایک مسلمہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سرمایے کا ارتکاز بڑے سرمایہ کاروں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے نچلی سطح پر بے روزگاری کی شرح بڑھ جاتی ہے۔

پس ضروری ہے کہ مضاربت پر الگ سے ایسی قانون سازی ہو جس کی مدد سے نچلی سطح پر عام لوگوں کا باہم مل کر کاروبار کرنا آسان ہو جائے۔ یوں سودی معیشت کا حجم کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

موجودہ قانون شراکت میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ یہ تقریباً سارے کا سارا شرکت عنان کا بیان ہے جس میں شرکاء کے مابین مساوات لازم نہیں ہوتی۔ شرعاً شرکت عنان میں شرکاء ایک دوسرے کے کفیل نہیں ہوتے۔ شرکاء قرض لیں تو دیگر شرکاء اس سے بری الذمہ ہوتے ہیں۔ موجودہ قانون اس بیان سے خالی ہے۔ مضمراتی اختیار والا حصہ یہ ذمہ داری شرکاء پر ڈال دیتا ہے کہ وہ باہمی اختیارات میں خود کمی بیشی کریں جس میں قرض لینے پر ذمہ دار ہونا بھی شامل ہے۔ لیکن جیسا پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ چھوٹے کاروباری لوگ ان قانونی جزئیات سے واقف نہیں ہوتے جن سے باخبر ہونے کے لیے وہ قانون دانوں کا سہارا لینے پر مجبور ہوتے ہیں اور یوں متحمل نہ ہونے کے باعث اس کاروبار کو فروغ نہیں مل سکا۔

متذکرہ بالا سطور کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ مضاربت کے تصور کو عام کرنے کے لیے قانون سازی کی جائے تو اس کے کم از کم تین معاشرتی اور معاشی فوائد حاصل ہوں گے:

۱۔ دولت کا ارتکاز ممکنہ طور پر کم ہونے میں مدد ملے گی کیونکہ لوگ اپنی رقوم بینکوں میں رکھنے کی بجائے خود خرچ کریں گے۔ اس سے ملکی امور پر آہنی گرفت رکھنے والوں میں کمی واقع ہو گی۔

۲۔ بے روزگاری کے بڑھتے ہوئے بے پناہ حجم میں خاطر خواہ کمی ہو سکے گی۔ سرمایے والوں کی بڑی تعداد بینکوں کا سہارا اس لیے لیتی ہے کہ بیرون بینک قانون سازی نہ ہونے کے باعث وہ بینکوں پر انحصار کرنے پر مجبور ہے۔ مضاربت کا تصور عام ہونے پر لوگ نچلی سطح پر سرمایہ کاری کریں گے جس سے لوگوں کے بے روزگار ہونے میں کمی ہو گی۔

۳۔ سودی معیشت ختم تو نہیں ہو گی لیکن بڑی حد تک اس میں کمی واقع ضرور ہو گی۔ اس معیشت میں ضعف آنے پر اس کا انسداد آگے چل کر یوں آسان ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصے میں متوازی معیشت کو فروغ مل جائے گا جو اسلامی اصولوں پر ہو گی۔ یوں سیاسی آویزش کے بغیر اسلامی نظام معیشت پروان چڑھے گا۔

متذکرہ بالا سطور میں راقم نے اہل علم کی توجہ موجودہ قانون میں ایک اہم سقم کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے اصحاب فکر اس سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں گے۔

حواشی

۱۔ Pakistan Legal Dicision FSC 501

۲۔ PLD 2000 SC 225(p.302)

۳۔ Section 3, the Partnership Act 1932.

۴۔ Section 37, the Provincial Employees' Social Security Ordinance 1965

۵۔ ابن عابدین: محمد امین رد المحتار علی الدرالمختار کوئٹہ ۱۴۰۴ھ

۶۔ اگرچہ حنابلہ ان دونوں میں فرق روا نہیں رکھتے بلکہ مضاربہ کو وہ شرکہ ہی کی ایک قسم قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر وھبہ زحیلی تو اسے شرکۃ المضاربۃ کہتے ہیں۔

۷۔ مرغینانی: برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر، الهدایه، کراچی، قرآن محل، ملاحظہ ہو، کتاب الشرکۃ

۸۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه، عبدالرحمن الجزیری

۹۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الجز السادس ، امام علاء الدین ابی بکر بن مسعود کاسانی، دارالمعرفہ ۲۰۰۰، بیروت، لبنان ، ص ۹۰۔۹۲

۱۰۔ Section 19, the Partnership Act 1932.

۱۱۔ Section 20, *ibid.*

۱۲۔ Section 2(b), *ibid.*

۱۳۔ Section 2(a), Modaraba Companies and Modaraba (Floatation and Control) Ordinance 1980.

۱۴۔ Section 12, *ibid.*

۱۵۔ Section 3-5, *ibid.*

۱۶۔ Section 9, *ibid.*

۱۷۔ Section 10, *ibid.*

☆☆☆☆☆